جہنم کے سوداگر
THE TRADERS OF HELL
محمد جبران
ایم فل اسکالر
Episode 10
پراسرار جزیرہ
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پراسرار جزیرہ (دسویں قسط)

یہ سب کچھ اس قدر پھرتی سے ہوا کہ اس میں مشکل سے بیس سیکنڈ لگے ہونگے۔ میرے دروازہ بند کرتے ہی گولیوں کی ایک بوچھاڑ دروازے پے آکر لگی مگر وہ کافی مضبوط اور آہنی دروازہ تھا، جس کے آرپار کوئی گولی نہیں گزر سکتی تھی۔ اس لئے میں ان خطرناک گولیوں کے اثر سے محفوظ رہا۔ آن کی آن میں اندر سے شدید قسم کا چیخ وپکار شروع ہوگئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دروازے کو بے دردی سے پیٹا جانے لگا۔ میں اس سب کچھ سے بے نیاز ہوکر راہداری کو دیکھنے لگا۔ یہ دائیں طرف تھوڑا آگے جاکر ایک کمرے پر ختم ہو جاتی تھی۔ جس کے اوپر ایک موٹا تالہ لگا ہوا تھا جو اپنی بے بسی کا رونہ رو رہا تھا۔ کیونکہ لگتا تو ایسے تھا کہ جیسے کئی برسوں سے اسے کھولا نہ گیا ہو۔ اس پر گرد و غبار اور دھول مٹی کی تہہ در تہہ جمی ہوئی تھی۔ اس لئے اس طرف تو جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا مجھے اب اس کی مخالف سمت جانا تھا۔

لہذا میں اس کے مخالف سمت چل پڑا یہ تھوڑا آگے جاکر بائیں جانب مڑی تو یہ چکر تھوڑا سا طویل ثابت ہوا جس کے اختتام پر ایک اور دروازہ میرا منتظر تھا۔ اس کے اوپر لوہے کی جالی لگی ہوئی تھی اس دوران اسی رفتار سے دروازہ پیٹا جاتا رہا جس میں میں ابھی کچھ دیر قبل قید تھا۔ مگر یہاں تک آتے آتے وہ آوازیں قدرے کم ہوگئی تھیں۔ اس سے قبل کے میں آگے بڑھ کر اپنے سامنے والے دروازے کی جالی میں سے جھانکتا میری کمر پر کسی نے بندوق کی نال رکھ دی۔

"ہینڈز اَپ یو ڈرٹی فول۔۔۔۔" اس نے اپنے حلق سے اپنی طاقت کے مطابق چنگھاڑتے ہوئے کہا۔ میں ہاتھ بلند کرتے ہوئے پیچھے مڑا تو میرے سامنے وہی فوجی اپنی بندوق لئے کھڑا تھا جو میری ایک لات کھاتے ہی پھڑک کر بے ہوش ہوگیا تھا۔ اب اس نے اپنی بندوق کی نال میرے ماتھے سے لگا لی۔

تمہاری جرات کیسے ہوئی کہ تم میرے ہوتے ہوئے اس کمرے سے بھاگنے کی کوشش کرو۔۔۔ کیا تم مجھے نہیں جانتے کہ کون ہوں؟ اگر جان گئے تو تمہاری یہ سب دوڑیں ختم ہو جائیں گی اور تم مجھے بے اختیار ایڑی ٹھوک کر سلامی دو۔ میں اب تک ایک ہزار انسانوں کا خون کر چکا ہوا اور اب میری خواہش ہو گی کہ میں اپنی اس بندوق سے تمہارا شکار کر کے اپنی گنتی ایک ہزار سے آگے بڑھا کر اگلے ہزار کے اندر اپنے پنجے گاڑ دوں۔" اس نے شیخی مارتے ہوئی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں مجھ پر رعب جماتے ہوئے کہا۔ اس کی مونچھیں میجر ڈریگن کی طرح بہت کافی لمبی تھیں، جس نے اس کے مختصر سے چہرے کو چھپا رکھا تھا۔ میں اسے دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں حضور انتہائی معذرت چاہتا ہوں، مجھ سے آپ کی شان میں گستاخی ہو گئی۔ مجھے آپ سے اجازت لے کر ہی آپ کے اوپر لات چلانی چاہیے تھی۔ اب مجھے کیا پتہ تھا کہ آپ ہوا کے دوش پر اڑتے ہوئے دیوار سے جا لگیں گے۔ میری طرف سے عظیم گستاخی پر دل کی گہرائیوں سے معذرت قبول فرمائیں۔۔۔"

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو تمہیں ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مگر اب جبکہ تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو ہم تمہیں معاف کرتے ہیں آئندہ لات چلانی ہو تو مجھ سے پوچھ کر چلانا اور جس پر چلانی ہو میری اجازت سے چلانا۔۔۔ سمجھے"

"یس سر۔۔۔۔۔۔۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔۔ اب جب آپ نے مجھے اس غلطی پر معاف کر ہی دیا ہے تو برائے مہربانی کمرے سے فرار ہونے والی گستاخی بھی در گزر کر دیں۔۔۔ اب دیکھیں ناں آپ نے مجھے نہ کھانا دیا نہ پانی کا پوچھا پتہ نہیں میں کب سے کمرے میں بند تھا۔ اس طرح تو نہیں ہوتا ناں سرکار۔ یہ تو بلاوجہ ظلم کرنے والی بات ہوئی۔ اب جس کے پیٹ میں بھوک اور پیاس سے چوہے دوڑ رہے ہونگے وہ بھلا آپ جیسے عظیم آفیسر پر لات بھی چلائے گا اور کمرے سے فرار ہونے کی بھی کوشش کرے گا۔۔" میری بات سن کر اس نے اپنے سر کو ہلاتے ہوئے کہا۔

"بات تو تم نے بہت معقول کی ہے، مجھے واقعی احساس ہو رہا ہے کہ تم پر خامخواہ ظلم ہو رہا ہے۔ حالانکہ تمہارا کوئی قصور بھی نہیں ہے تم نے کسی کو قتل بھی نہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ہاں جی سرکار اور ظلم بھی ایسا ویسا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا تو پیٹ اندر کو دھنس گیا ہے۔ پتہ نہیں اب روٹی اندر کیسے جائے گی اور اگر چلی بھی گئی تو اس کے ساتھ کیا حشر ہو گا میں کئی روز سے بھوکا ہوں جناب اور بھوکا تو آپ کو پتہ ہے غصے کا بھی تیز ہوتا ہے۔ اب اس دکھ بری کہانی کے بعد آپ مجھے بھکاری نہ سمجھئے گا بس میں حالات کا مارا ہوا شخص ہوں۔ میجر صاحب کی کسی غلط فہمی کی وجہ سے اب تک یوں ہی در بدر پھر رہا ہوں۔۔۔ مگر انہیں اب کون سمجھائے وہ تو غصے کے بھی بہت تیز ہیں۔۔۔" یہ کہتے ہی میں نے غم سے نڈھال ہو کر اپنا چہرہ نیچے جھکا لیا۔ البتہ اس دوران میرے ہاتھ ابھی تک بلند تھے۔ میری کہانی سن کر وہ بھی ڈھیلا پڑ گیا اپنی بندوق کی نال مجھ پر سے ہٹا کر مجھے گہری ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ کا ایک پیج پر

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

"اوہو مجھے لگ رہا ہے کہ واقعی تمہارے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا ہے۔ تمہاری تو بات بھی کسی نے نہیں سنی ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ لیکن تم ٹھیک کہتے ہو میجر ڈریگن صاحب غصے کے واقعی بہت تیز ہیں اور اپنی بات کے بھی پکے ہیں۔ جو بات ان کے دل میں ایک بار آجائے تو پھر ان کا پیچھا مشکل سے ہی چھوڑتی ہے۔۔۔۔۔۔ میں تمہارے غم میں برابر کا شریک ہوں۔۔۔ پر۔۔۔۔۔۔"

"بس سرکار اس سے زیادہ اب اور کچھ نہ کہیئے گا۔ آپ نے اتنا کہہ دیا میرے لئے یہی بہت ہے۔ ویسے کیا آپ یہ جو بیک گراؤنڈ میں شور و غل ہو رہا ہے کیا آپ اسے ختم کرا سکتے ہیں۔ میرا تو سر دکھنے لگا ہے کمبختوں کو ذرا بھی خیال نہیں آرہا۔۔۔"

"اوہو ہاں کیوں نہیں۔۔۔۔۔۔" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی پیٹھ میری طرف کر لی پس وہی لمحہ اس پر بھاری ثابت ہوا۔ میں نے اسے اپنی ٹائی کے آہنی نرغے میں لے کر اس کی گردن کے گرد ٹائی مکمل طور پر لپیٹ لی اور آہستہ آہستہ اس پر زور بڑھاتا چلا گیا۔ اس اثناء میں اس کی بندوق اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اس کی آنکھیں ابل کر اپنے دائروں سے باہر آگئیں۔ وہ بری طرح سے ہاتھ پیر چلا رہا تھا۔ معلوم نہیں اسے کس نے فوج میں بھرتی کیا تھا یا پتہ نہیں وہ فوجی تھا بھی یا کسی ڈرامے یا فلم کی شوٹنگ کے سلسلے میں اس نے یہ گیٹ اَپ کیا ہوا تھا۔ اس دوران پس منظر میں دیگر قیدی فوجیوں کی جانب سے لگاتار چیخ و پکار اور فائرنگ ہو رہی تھی۔ وہ لوگ دروازہ بھی مسلسل پیٹے جا رہے تھے۔ ان کی حالت پاگل کتوں سے بھی بدتر معلوم ہو رہی تھی۔

مجھے اپنے ہاتھوں میں موجود اس معصوم اور بھولے بھالے شخص پر ترس بھی آرہا تھا لہذا میں نے اسے فوری بے ہوش کرنے کا پروگرام بنایا اور اپنے سر کی مدد سے لگاتار اس کے سر پر چار پانچ ہتھوڑے برسائے تو اس کے سر پر تارے ناچنا شروع ہو گئے۔ وہ بے اختیار میرے بازوؤں میں جھول گیا۔ میں نے اسے ایک سائیڈ پہ کر کے لٹا دیا۔ اب مجھے امید تھی کہ یہ دو چار گھنٹوں سے قبل ہوش میں نہیں آسکتا۔ بس یہی وہ وقت تھا جو مجھے چاہیے تھے۔ اس وقت تک میں اس پوری جگہ کا کنٹرول حاصل کر سکتا تھا۔ پھر بعد میں اس کے ساتھ خوب گپ شپ ہو سکتی تھی۔ ابھی میرے پاس اس کے ساتھ گفتگو کرنے کا ہرگز کوئی وقت نہیں تھا۔ اسی لئے اسے میں نے ہتھوڑوں کی کڑوی لوری دے کر سُلا دیا تھا تاکہ آگے بڑھ کر مزید کاروائی کر سکوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

آن کی آن میں وہ پوری شدت کے ساتھ ہمارے پاس آئی اور میں نے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ جس گاڑی کی اوٹ میں ہم لوگ چھپے ہوئے تھے میں اچھل کر اس کی چھت پر سوار ہو گیا۔ جبکہ اس دوران ڈاگ نے اپنی پستول سیدھی کر کے تین فائر کر دیئے، گولیاں ٹھیک نشانے پر لگیں اور گاڑی کا فرنٹ شیشہ چکنا چور ہو گیا۔ ایک گولی ٹارگٹ کلر کے کندھے کو چھوتی ہوئی سیٹ کے اندر گھس گئی جبکہ

http://paksociety.com

ایک گولی اس کے کندھے کے اندر پیوست ہو گئی۔ گاڑی آپے سے باہر ہوئی اور سیدھا ڈاگ کے پیروں کو چیرتی ہوئی سامنے والی دیوار سے جا لگی۔ جبکہ ڈاگ پہلے گاڑی کے بونٹ پر گرا اور پھر اس کے اوپر سے پھسلتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکتے ہی ہو گیا۔

پس منظر میں صابر کی حالت اس قدر پتلی ہو گئی تھی کہ اس نے ڈر کے مارے باقاعدہ رونا شروع کر دیا تھا۔ جبکہ ڈاگ نیچے پڑا ہوا بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ میں ان دونوں سے بے نیاز دوڑتا ہوا گاڑی کی جانب لپکا، اس کا بونٹ اور ہیڈ لائٹس چکنا چور ہو گئی تھیں۔ میں ڈرائیونگ سائیڈ کے دروازے کے پاس آیا اور ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اس کے سر پر پہنچ گیا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ دھڑام سے نیچے گرا اور پستول اس کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی۔ وہ خون میں نہایا ہوا تھا اور اس کی سانسیں پھولی ہوئی تھیں۔ اندر ہر طرف گاڑی کے شیشے ٹوٹ کر بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے فوراً اس کے ہاتھ سے پستول نکال لیا اور اس کی کنپٹی پر رکھتا ہوا بولا:

"بولو تم کون ہو اور تمہیں کس نے بھیجا ہے اگر نہیں بتاؤ گے تو یہیں تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا۔ بولو۔۔۔" میں غصے کی شدت سے اس پر چلایا۔ اس کی سانسیں اوپر نیچے ہو رہی تھی۔

"مم مم میں بتاتا ہوں پہلے مم مم مجھے پانی پلاؤ۔۔۔ پپ پلیز مجھے مت مارنا۔" میں نے اس کے جواب میں بوٹ کی ٹھوکر اس کے بھیجے میں ماری اور بولا۔

"میں کہتا ہوں اپنی زبان کھولو۔۔۔۔ تمہیں کوئی پانی نہیں ملے گا جب تک تم مجھے صحیح صحیح نہیں بتاؤ گے کہ تمہیں کس نے میری جان لینے کے لئے بھیجا ہے۔۔۔۔۔ بولو" میں ایک بار پھر سے چیخا اس نے درد کی شدت سے کراہتے ہوئے اپنے اس کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جس میں گولی پھنسی ہوئی تھی۔

"مم مم میں تمہیں بتا تو دوں پر مجھے ڈر ہے کہ تم مجھے مار ڈالو گے۔۔۔۔۔۔۔۔ مم مم مجھے معاف کر دو۔۔۔" وہ سیدھی طرح سے نہیں اگلنے والا تھا لہٰذا میں نے پستول ایک طرف رکھ کر اسے گھونسوں پر لے لیا اور تب تک مارتا رہا جب تک اس کا ناک نہیں پچک گیا۔ اس کی حالت بہت غیر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"بب بب بس کرو۔ تم سچ میں جانور ہو مجھے مار ڈالو گے۔۔۔ مم مم میں ابھی مرنا نہیں چاہتا پلیز پلیز رک جاؤ میں بتاتا ہوں سب کچھ بتاتا ہوں۔ تمہیں خدا کا واسطہ رک جاؤ۔۔۔۔۔۔۔" اس کی آہ وزاری پر میں نے اپنا ہاتھ روک دیا۔ ورنہ اس کا کھیل سچ مچ ختم کرنے کا ارادہ میں کر چکا تھا۔

"ٹھیک ہے اب تمہیں میں آخری موقع دے رہا ہوں۔ بولتے جاؤ جہاں تم نے جھوٹ بولا یا تمہاری زبان رکی میرے ہتھوڑے جیسا ہاتھ تمہارا پورا جسم ہلا کر رکھ دے گے۔ تمہارا خون گولی لگنے کی وجہ سے پہلے ہی بہہ رہا ہے اگر تم اسی طرح کرتے رہے تو جلد ہی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔۔۔۔۔۔۔۔"

http://paksociety.com

"نہیں نہیں میں تمہیں سب کچھ بتاتا ہوں، تم تم واقعی جو کہہ رہے وہ کر دو گے۔۔۔ مم مم مجھے باس عابد ڈان کے نمبر ٹو باس بالی نے تمہارے پیچھے ریکی کرنے کے لئے لگایا تھا۔ انہیں سب لوگ بالی ڈان کہتے ہیں اور وہ اپنے باس عابد ڈان کا نہایت ہی عقیدت مند ہے۔ جس دن سے تمہاری بات چیت باس عابد سے بات ہو رہی تھی اسی دن سے تم پر شک تھا کہ تم باس عابد کا استعمال کر کے اس سے خوب فائدہ اٹھاؤ گے اور پھر جب اپنا الو سیدھا ہو جائے گا تو تم خود ہی اسے گولی مار کر ختم کر دو گے۔ ان کی اس معاملے میں عابد ڈان سے کئی دفعہ پہلے بھی ناراضگی ہوئی تھی اور باس بالی نے ان کو خبردار کیا تھا کہ وہ امریکی جاسوس ڈیوڈ سے دور رہیں۔ مگر عابد ڈان کے سر پر امریکہ جانے کی دھن سوار تھی وہ تمہارے ذریعے امریکہ کا ویزاہ چاہتا تھا۔ مگر بالی ڈان کو باس عابد کی یہ والی چال ہرگز پسند نہیں آئی تھی اسی لئے وہ تمہارے یہاں آنے سے قبل ہی اس پورے مشن سے ہی الگ ہو گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمہیں اس دوران نظر تک نہیں آئے دراصل وہ عابد ڈان سے ناراض تھے۔ عابد ڈان کا لاڈلہ ہونے کی وجہ سے انہیں پورے گروہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور انہوں نے اپنی کارکردگی سے ہمارے گروہ میں نمبر ٹو کا درجہ پالیا ہے۔ باس عابد کی یہ عادت ہے کہ وہ بہت کم کسی پر اعتبار کرتا ہے مگر دنیا میں صرف دو افراد پر اس نے فوری بھروسہ کر لیا۔ ایک بالی ڈان اور دوسرا تم۔ انہوں نے تو اپنے باپ کو بھی اس معاملے میں نہیں چھوڑا۔ سبھی جانتے ہیں کہ انہوں نے خود اپنے باپ کو انتہائی زود اثر زہر دیا۔ جس کی وجہ سے اس کی نہایت بھیانک موت ہوئی۔ تم پر بھروسہ کرنے کی وجہ بقول ان کے یہ تھی کہ امریکی اپنی زبان کے پکے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں اگر انسان زندگی میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا تو وہ ہیں پاکستانی۔ اگر وہ امریکی خفیہ ایجنسی کی نظروں میں آ گیا تو بہت جلد اسے امریکا کا ویزا مل جائے گا اور اس کے پاس دولت کی ریل پیل ہو گی۔ اس کی یہی بات باس بالی کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔ میں چونکہ ان کا خاص بھروسے والا آدمی تھا تو انہوں نے مجھ سے یہ تمام باتیں شیئر کیں۔ میں ان کا خاص راز دار تھا، پھر میرے ہی مشورے پر انہوں نے کہا کہ میں تمہاری خفیہ طور پر نگرانی کروں پھر جب تم پاکستان داخل ہوئے تھے، تو میں اسی وقت سے تمہاری نگرانی کر رہا ہوں۔ پھر تم وہاں سے باس عابد کے خاص اڈے پر پہنچے اس کے بعد وہ تمہیں لیکر غار میں گئے۔ اس دوران میں غار میں بھی چکر لگاتا رہا۔ چونکہ ہمارا ایک ہی گروہ تھا سو میرے وہاں آنے جانے پر کوئی خاص روک ٹوک نہیں تھی۔ پھر تم لوگوں نے مل کر جس طرح وہاں سے سرنگ کی کدائی کی اور جس طرح غیر ملکی مشینری کراچی بندر گاہ سے آف لوڈ ہو کر غار میں لائی گئی میں اس سب کا جیتا جاگتا گواہ ہوں۔ عابد ڈان نے آخری دم تک تمہاری بھائیوں کی طرح مدد کی۔ وہ تم پر اپنی جان بھی لوٹا دینے کے لئے تیار تھا مگر تمہارے خطرناک ارادے میں نے غار میں ہی بھانپ لئے تھے جب تم انگریزی میں اپنے ہیڈ کو اٹر بات کر رہے تھے تو میں ایک بڑے پتھر کے پیچھے چھپ کر تمہاری ساری گفتگو سن رہا تھا اور اللہ کے فضل سے باس بالی کی وجہ سے میں کئی بار باہر ملک آتا جاتا رہتا ہوں اس لئے مجھے تمہاری انگریزی زبان میں کی گئی پوری بات سمجھ آگئی تھی۔ اس گفتگو میں تم نے بارہا کہا تھا کہ باس عابد بس ایک معمولی سا پیادہ ہے تم اس کو استعمال کر کے فارغ کر دو گے۔ تم نے یہ بات بڑے غرور سے کی کہ جو کام پاکستان کی ایجنسیاں نہ کر سکیں وہ تم کرو گے۔ جب میں نے یہ بات سنی تو مجھے اپنے باس بالی کی دوراندیشی پر تعجب تو ہوا پر میں انہیں بے اختیار داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ واقعی جو رائے باس عابد نے امریکیوں کے بارے میں قائم کی تھا اس کے بالکل

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

برعکس باس بالی کی رائے تھی۔ اس نے کہا کہ یہ زبان کے بڑے میٹھے بن جاتے ہیں اور جب کام نکل جاتا ہے تو یہ ٹشو پیپر کی طرح پھینک دیتے ہیں ۔امریکہ صرف اپنے مفادات کی طرف دیکھتا ہے اور اپنے مفاد کی خاطر وہ کسی بھی گدھے کو باپ بنالیتا ہے۔ پھر میں وہاں سے نکل کر اپنے باس کے پاس آیا تو وہ اپنے اڈے پر موجود نہیں تھا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ صحت کی خرابی کی وجہ سے وہ اسلام آباد چھوڑ کر کراچی چلا گیا تھا۔ مجھے اس کی صحت پر کافی تشویش ہوئی پر میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ میں اس کے پیچھے جاتا کیونکہ دوسری طرف تم لوگوں کی کدائی والا کام پورا ہو چکا تھا۔ قریب تھا کہ تم لوگ لیبارٹری میں داخل ہو جاتے اس لئے میں نے اپنے تئیں اس کا سراغ لگایا تو میں عین اس دن اس کے آس پاس پہنچ گیا جہاں وہ لیبارٹری تھی۔ مگر وہاں پر تو ایکڑوں کے حساب سے زمین خالی پڑی ہوئی تھی اور کئی کلومیٹر دور اصل عمارت واقع تھی۔ عمارت کے اندر جانا بھی غیر مطلقہ افراد کا ممنوع تھا سو میں نے اپنی طرف سے دور سے ہی دوربین کے ذریعے نگرانی کی۔ اس دوران مجھے باس بالی کی کال خود ہی آگئی تو میں نے لگے ہاتھ انہیں اب تک کی ساری روئیداد سنادی۔ تو وہ کہنے لگا کہ تم اس پر صرف نظر رکھو اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ سو میں نے وہی کیا جو مجھ سے کہا گیا تھا کیونکہ میں تو ٹھہرا حکم کا بندہ۔ مجھے جیسے کہہ دیا جاتا ہے سو میں ویسے ہی کر دیتا ہوں۔ اس دوران میں نے اپنے ایک اسسٹنٹ کو بھی اپنے ساتھ رکھ لیا تاکہ میں جب تھک جاؤں تو میری جگہ وہ نگرانی کیا کرے۔ اس دوران میں وہیں پاس ہی سو جایا کرتا تھا۔ جب تم لوگ کدائی کر کے سرنگ بناتے ہوئے عمارت کے اندر داخل ہوئے تو اس کے اگلے دن میں نے وہاں پر کافی چہل قدمی دیکھی۔ ایک ہیلی کاپٹر آکر رکا تو وہ نامعلوم کتنی دیر تک لیبارٹری کی چھت پر کھڑا رہا۔ اس کے بعد اس میں کوئی سوار ہو کر روانہ ہو گیا، پھر میں نے لیبارٹری کی عمارت کی چھت پر ایک اور فوجی ہیلی کاپٹر کو اترتے دیکھا جس کے اندر بہت سی لاشوں کو رکھا گیا۔ اس کے بعد وہ ہیلی کاپٹر بھی روانہ ہو گیا تو میں نے تمہیں لیبارٹری کی بیک سائیڈ سے فرار ہوتے ہوئے دیکھا۔ جیسے ہی تم لیبارٹری سے فرار ہوئے میں تمہارے پیچھے لگ گیا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ تمہارے ساتھ باس عابد نہیں تھا۔ سو جب مجھے یہ پتہ چلا کہ باس عابد تمہارے ساتھ نہیں ہے اور تم عمارت سے یوں افراتفری کے عالم میں فرار ہو رہے ہو تو مجھے شک ہوا کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ میں نے اپنے اسسٹنٹ کو وہیں ٹھہرایا اور خود تمہارے پیچھے کسی جونک کی طرح لگ گیا۔ تم نے لیبارٹری سے نکلنے کے بعد تین گاڑیاں بدلیں اور اس کے بعد تم ڈاگ وولف سے ملے۔ اسے میں اچھی طرح جانتا ہوں کئی بار ہمارے گروہ کے افراد اس سے مل بھی چکے ہیں اور ہم اس کے در پردہ کام دھندے سے بھی واقف ہیں۔ مجھے اس پر کافی تشویش ہوئی تو میں نے اپنے دیگر ساتھیوں کو بھی تمہاری نگرانی پر لگا دیا۔ تم ایک مقامی ہوٹل میں ڈاگ کے پاس جا کر ملے میرے آدمیوں نے تمہارے ہوٹل کا کمرہ نمبر معلوم کر لیا اور نہایت رازداری سے تمہاری نگرانی کرتے رہے ۔تمہارے ہوٹل میں پہنچنے کے بعد مجھے اپنے اسسٹنٹ سے اطلاع ملی کہ تمہارے جاتے ہی پوری لیبارٹری کی عمارت دیکھتے ہی دیکھتے مسمار ہو گئی۔ اس پر میری تشویش میں مزید اضافہ ہوا تو میں اپنے آدمیوں کو غار میں فون کر کے پتہ کیا کہ آیا باس عابد پہنچے ہیں یا نہیں تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک نہیں پہنچے اس کے بعد تم ڈاگ کے روم سے نکلے اور خفیہ طور پر اس ہوٹل کے بیک ڈور سے فرار ہو کر ایک ٹیکسی میں بیٹھے اور پھر وہاں سے ہوٹل اسٹارم آگئے۔ میں نے جب یہ اطلاع باس بالی کو دی تو اس نے کہا کہ اب ڈیوڈ کی سپاری تمہارے ذمے ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ڈیوڈ نے اپنا کام

http://paksociety.com

کر لیا ہے اور جیسا میں نے کہا تھا ویسا ہی اس مریکی جاسوس کو پایا اب تمہیں یہ جہاں بھی ملے اسے شوٹ کر دینا۔ ہم اس کا پاتال تک پیچھا کریں اور جب تک اسے قبر میں نہ پہنچا دیں چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ میں ہوٹل میں تو کوئی مناسب جگہ نہ پا سکا مگر جب وہیں سے تمہارے دبئی جانے کا پتہ چلا تو میں تمہارے آنے سے قبل ہی پارکنگ میں آ گیا تاکہ اپنے باس عابد کی موت کا بدلہ لے سکوں۔ لیکن میں کامیاب نہ ہو سکا پر تم فکر نہ کرو ابھی باس عابد کے بہت سے جیالے زندہ ہیں اور تمہارا وہ دنیا کے آخری کونے تک پیچھا کریں گے اور تمہیں جب تک موت کے گھاٹ نہ اتار دیں وہ سکوں نہیں لیں گے۔ یاد رکھنا تم کبھی نہیں بچ سکتے۔۔۔" اس نے طوطے کی طرح فر فر پوری کہانی سنا دی تھی۔ اب اس ساری کہانی سننے کے بعد اس کے زندہ رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا تھا۔ میں نے پستول رکھ دونوں ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے سے اس کی گردن فارغ کر دی۔ اتنی دیر میں ڈاگ وولف بھی آ چکا تھا اور وہ بھی یہ تمام گفتگو سن چکا تھا۔ اس کے بعد میں اٹھا اور صابر کی ٹیکسی کی جانب نظر پڑی تو وہ اس دوران ہمت کر کے یہاں سے جا چکا تھا۔ میں نے سکھ کا سانس لیا کہ اس نے یہ سب کچھ نہیں دیکھا اور یہاں سے چلے جانے میں ہی عافیت سمجھی۔ ڈاگ نے فوراً اپنا فون جیب سے نکالا اور اپنے آدمیوں کو فون کر کے پارکنگ کو صاف کرانے کا کہا۔ وہاں گولیوں کی آوازوں کا شور ہوا تھا اس لئے کچھ ہی دیر میں موقع پر پولیس پہنچ گئی۔ انہیں دیکھ کر میں بے اختیار گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

میں ایک بار پھر دبے قدموں چلتا ہوا دروازے کے بالکل پاس آیا اور کان لگا کر اندر کی سن گن لینے لگا۔ مجھے اسی کمرے سے باہر کی طرف نکلنے والے دروازے کی بھی جھلک نظر آ گئی۔ کچھ دیر کان لگائے رکھنے کے باوجود مجھے اندر سے کسی کی آواز نہیں سنائی دی۔ قیدی فوجی شور مچا مچا کر شاید اب تھک گئے تھے لہذا خاموش ہو گئے تھے۔ مجھے ان کی طرف سے کوئی پریشانی نہیں تھی میری بلا سے وہ لوگ سارا دن دروازہ پیٹتے رہتے میری صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ دروازے کے اس پار کوئی بھی نہیں ہے اور جن فوجیوں کو میں نے قیدی بنایا تھا ان کے علاوہ یہاں پر کوئی نہیں تھا اگر تھا تو کہیں ڈرا سہما ہوا بیٹھا تھا۔

خیر میں نے احتیاط سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک فوجی طرز پر سجا ہوا کمرہ تھا جہاں پر جگہ جگہ ہتھیار اور بارود کی پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس جگہ پر جنگ ہونے والی ہو یا کسی جنگ کی تیاری کی جا رہی ہو۔ البتہ کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا، اس کے علاوہ سیٹلائیٹ فون اور دیگر نہ سمجھ میں آنے والی مشینیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ نہ سمجھ میں آنے والی اس طرح کہ ان کا استعمال نہ تو فوجیوں میں ہوتا تھا اور نہ سیکرٹ سروسز میں تو پھر وہ یہاں کیا کر رہی تھی مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔

میں نے آگے بڑھ کر ایک پیٹی میں سے چند دستی بم اٹھا لیئے اور اس کے علاوہ ایک مشین گن اپنے کندھے پر لٹکا لی۔ اس کے ساتھ ایک پستول اٹھا کر میں باہر نکلا ہی تھا کہ ایک گولی سنسناتی میرے اوپر سے گذر گئی۔ میں ایک دم سے سائیڈ پر ہو گیا۔ پھر میں نے جھک کر اپنے کندھے سے مشین گن

http://paksociety.com

اتار نیچے رکھ لی اور پستول کی مدد سے مجھ پر جس جگہ سے فائر ہوا تھا میں نے ٹھیک اسی جگہ پر رکھ کر فائر کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ بلند ہوئی اور پھر گہرا سکوت چھا گیا۔

گویا میری گولی ٹھیک نشانے پر جا کر لگی تھی۔ اب یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ چیخ مارنے والا پکا اپنی جان سے گیا یا نازک ہی اتنا تھا کہ ایک ہی فائر پر اس کی چیخ نکل گئی۔ میں گہری تیز نظروں سے چاروں طرف کا منظر دیکھنے لگا۔ مجھے ٹھنڈی ہواؤں کے ساتھ ساتھ درختوں کے جھنڈ سے سورج بھی تانک جھانک کرتا ہوا دکھائی دیا۔ اس سے قبل کہ میں باہر نکل کر گرد و پیش کا جائزہ لیتا ایک مشین گن کے حلق سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ نے مجھے قریب قریب چاٹ ہی لیا تھا کہ میں فوراً دیوار کی اوٹ میں ہو گیا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں کسی جزیرے پر ہوں، مگر ابھی یہ قیاس ہی تھا اس کی تصدیق تبھی ہو سکتی تھی جب میں باہر نکل کر پوری جگہ کا جائزہ لیتا۔ تھوڑے سے مزید توقف کے بعد گولیوں کی ایک نئی یلغار کمرے کے اندر تک گھس آئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گولیوں کی بارش ہو گئی ہوں۔ اس تڑتڑاہٹ میں کمرے کی کئی چیزوں کے اندر گولیاں جا گھسی تھیں۔ شاید ان کی بھی چیخیں نکل گئی ہونگے مگر سنائی نہیں دے رہی تھیں گویا انہیں بھی درد کو برداشت کرنے سلیقہ آتا تھا۔ بس یہ صف نہیں تھی تو ہم انسانوں میں نہیں تھا جو صدا کا بے صبرا اور اپنی تکلیفوں پر چیخ اٹھنے والا تھا۔ مجھے ان چیزوں کی بے بس بھی ترس آ رہا تھا جو بے زبان ہونے کی وجہ سے وقت پر اپنے جذبات کا اظہار بھی ٹھیک طرح سے نہیں کر پاتی تھیں۔ شاید انسانوں کو بھی مشکل میں بے زبان ہو جانا چاہیے مگر ایسا ہوتا بہت کم دیکھا گیا۔

میں نے ٹائی اتار کر دوبارہ اپنے ہاتھ پر مضبوطی سے باندھ لی۔ کیونکہ اب میرے پاس دیگر اور بہت سے ہتھیار تھے جن کو میں اپنی مرضی اور منشا کے عین مطابق استعمال کر سکتا تھا۔ پھر میں نے ہاتھ اپنی جیب میں ڈال کر وہاں سے ایک دستی بم نکال لیا۔ اسے اپنے ہاتھ میں تولا اور پھر اس کی پن نکال کر عین اس جگہ پر مارا جہاں سے مجھ پر گولیوں کی بوچھاڑ ایک مشین گن کی مدد سے ہو رہی تھی۔ ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور ارد گرد کے در و دیوار بری طرح سے ہل گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

میری فلائٹ میں ابھی کچھ ہی دیر باقی تھی اور اب میں اس نئے جھمیلے میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ میں نے ڈاگ کو ہاتھ آنکھ ماری تو وہ پالتو کتے کی طرح دم ہلانے لگا۔ میرا اشارہ پاتے ہی وہ لنگڑاتا ہوا پولیس آفیسر کے پاس پہنچا اور اسے اپنا کارڈ نکال کر دکھایا۔ ٹارگٹ کلر کی گاڑی سے ٹکر لگنے کے بعد اس کی یہ حالت ہوئی تھی کہ اب اس سے ٹھیک طرح سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔ وہ پولیس آفیسر کو اپنے ساتھ لے کر تھوڑا الگ جا کر کچھ دیر بات کرنے لگا۔ پھر میری توقعات کے عین مطابق وہ اسے رام کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ نامعلوم اس نے کون سی رام کہانی سنائی تھی کہ وہ بل ڈاگ کی

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

بات سنتے ہی میرے پاس آیا پھر لاش کو اچھی طرح سے دیکھ بھال کرنے کے بعد اس نے کھڑے ہو کر مجھ سے مسکراتے ہوئے مصافحہ کیا اور پھر سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"تو آپ ہیں شیخ صاحب؟ ہوں۔۔۔۔۔۔ کیسے ہیں اور یہ کیا ہو گیا؟" اس کی بات ختم ہوتے ہی لوگوں کا رش لگنا شروع ہو گیا۔ اس مجمع کو اس کے ہونہار سپاہیوں نے ہٹانا شروع کیا۔ مگر جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا بات جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی اور اب میرا وہاں سے کھسکنا مشکل نظر آرہا تھا۔

"بس جی میں آپ کی دعائوں سے بالکل ٹھیک ہوں۔ یہ شخص نا معلوم کیوں مجھے مارنا چاہ رہا تھا تو اب یہ اپنی موت آپ مر گیا۔۔۔"

"اپنی موت آپ مر گیا یا کسی نے اسے مار ڈالا؟۔۔۔۔ خیر چھوڑیئے آپ ہمارے نہایت ہی قابل احترام مہمان ہیں سنا ہے آپ کی کچھ دیر میں فلائٹ جانے والی ہے۔۔۔ کوئی پانچ بجے کے قریب؟ اب آپ کو پریشانی نہیں ہو گی کیونکہ آپ کے لئے ایک اچھی خبر یہ ہے کہ فلائٹ آدھا گھنٹہ لیٹ ہے۔ سو اس بہانے آپ کی خدمت بھی ہو جائے گی آپ میرے ساتھ میرے دفتر چلیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو میں بھی جواباً مسکرا دیا۔ میں نے اس کی بات سن کر تائید میں سر ہلا یا۔

"جی بالکل جناب آپ نے ٹھیک سنا ہے میں یہاں پر چند بزنس ڈیلز کے سلسلے میں آیا تھا اب وہ پوری ہو چکی ہیں۔ میری اب دبئی کے لئے روانگی ہے اور یہ تو میرے لئے بہت مسرت کی بات ہے کہ آپ میری خدمت کرنا چاہ رہے ہیں۔ ویسے آج تک میں کبھی پولیس کے دفتر نہیں گیا اگر آپ کہہ رہے ہیں تو میں آپ کو انکار نہیں کروں گا۔۔۔۔"

"جی جی بالکل چلیں جی اور آپ کو وہاں کوئی پریشانی نہیں ہو گی میرا وعدہ ہے آپ سے، آپ بس چلیں پولیس کا تو یوں ہی نام بدنام ہے انشااللہ ایسی کوئی چیز آپ کو نہیں دکھائی دے گی۔۔۔" یہ کہتے ہی اس نے میرے لئے راستہ چھوڑا اور میں نے پینٹ کی جیب سے گلاسز نکال کر انہیں اپنے چہرے کی زینت بنا لیا۔ پھر میں دیگر سپاہیوں کی نگرانی میں لفٹ کی جانب بڑھ گیا۔ اس دوران بل ڈاگ میرا بریف ساتھ لنگڑاتا ہوا لایا۔ سپاہی نے ہاتھ بڑھا کر لفٹ کا بٹن پریس کیا تو ہم اوپری منزل کی جانب اٹھتے چلے گئے۔

اب ہم کوئی چار لوگ لفٹ میں کھڑے تھے اور میرے چہرے پر تھوری سی بھی پریشانی کے آثار نہیں تھے۔ پولیس آفیسر کی شرٹ پر انسپکٹر جنید کندہ ہوا تھا۔ اس پورے واقعے کا کوئی گواہ نہیں تھا اور مجھے پوری امید تھی کہ ایف آئی آر درج تو ہو گی مگر نہایت ہی کمزور اور پھر جلد ہی اس بکھیڑے سے جان چھوٹ جانی تھی۔ بس مجھے جو چیز گراں گزر رہی تھی وہ یہ کہ میں خوام خواہ لوگوں کی نظروں میں آگیا تھا۔ اگر معاملات یوں ہی رفع دفع ہو جاتے تو زیادہ بہتر تھا۔

خیر قصہ مختصر یہ کہ ہم لوگ لفٹ سے نکل کر تیسری منزل پر پہنچے تو وہاں کافی گہما گہمی تھی۔ ہم وہاں سے سیدھا انسپکٹر کے فتر پہنچے جو شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔ ہم ابھی بیٹھے ہی تھے کہ انسپکٹر کی ٹیلی فون پر کال آگئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا:

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حنا ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

"یس انسپکٹر جنید ہارون فرام اسلام آباد ائیر پورٹ۔۔۔۔۔۔۔۔" پھر وہ دوسری طرف کی بات سننے لگا۔ پھر اس نے کہا

"اوہو جناب کیسے ہیں آپ؟ بڑے عرصے بعد یاد کیا آپ نے۔۔۔" یہ کہتے ہی وہ خاموش ہوا اور دوسری طرف کی باتیں سننے لگا۔ میں نے بل ڈاگ کی آنکھوں ہی آنکھوں میں میسج دیا کہ

"کیسے ہیں سب معاملات؟۔۔۔" تو وہ میری بات سمجھ کر مجھے کہنے لگا۔

"سب کچھ فٹ ہے میں فکر نہ کروں۔۔۔" اس کی بات سمجھ کر میں نے سر کو ہلکی سی جنبش دی اور پھر انسپکٹر جنید کی جانب متوجہ ہو گیا۔ وہ دوسری طرف سے دیر تک گفتگو سنتا رہا۔۔ جبکہ اس دوران وہ صرف جی جی پر ہی اکتفا کئے ہوئے تھا۔ جب بات ختم ہوئی تو وہ گویا ہوا۔۔

"میں سمجھ رہا ہوں جناب، سارے معاملات کی تہہ تک پہنچ گیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔ آپ اگر کال نہ بھی کرتے تو سب کچھ ٹھیک ہی تھا۔۔۔۔۔جی بہت بہتر۔۔۔۔۔۔اوکے جی اللہ حافظ۔۔۔" یہ کہتے ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

"جی تو شیخ قاسم صاحب آپ اب دبئی جا رہے ہیں۔ آپ میرے واقف کار ہیں اور فلائٹ لیٹ ہونے کی وجہ سے کچھ دیر میرے پاس بیٹھ کر گپ شپ کر رہے ہیں۔۔۔ میرے خیال میں میں درست کہہ رہا ہوں ناں؟۔۔" اس کی بات سن کر میں بے اختیار مسکرا دیا اور تائید میں سر ہلا کر کہنے لگا۔

"جناب پولیس انسپکٹر کے دفتر میں بیٹھ کر تو وہ جو کہے گا مجھے من و عن تسلیم کرنا ہو گا۔ اگر میں نہیں کروں گا تو وہ مجھے کسی بلاوجہ کے پرچے میں نہ الجھا دے۔۔۔۔۔" میری بات سن کر وہ کھکھلا کر ہنس پڑا۔۔۔

"شیخ صاحب آپ بولتے بہت شاندار ہیں۔۔۔۔۔" اس سے قبل کے اس کی بات ختم ہوتی ایک بار پھر سے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے مجھ سے معذرت کرتے ہوئے فوراً سپاہی کو میرے لئے اور ڈاگ کے چائے لینے کو کہا اور پھر جلدی سے رسیور اٹھا کر اس میں مصروف ہو گیا۔ اس کے مصروف ہوتے ہی میں نے ڈاگ کو اشارہ کیا کہ وہ جا کر باہر کی خبر لے۔۔ میرے کہتے ہی وہ اپنی کرسی سے اٹھا اور باہر چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

بم ٹھیک نشانے پر جا کر لگا تھا۔ کیونکہ اس کے لگتے ہی دو تین انسانوں کی چیخیں بلند ہوئیں اور پھر تھوڑی دیر کے ارتعاش کے بعد مکمل خاموشی چھا گئی۔ میں چند لمحے خاموش دم سادھے بیٹھا رہا اور باہر کی طرف کان لگا کر حالات کو محسوس کرتا رہا۔ مگر مجھے کسی قسم کا کوئی اشارہ نہ ملا جب خاموشی کا دورانیہ طویل ہو گیا تو میں بے اختیار حرکت میں آیا اور آہستہ آہستہ احتیاط سے رینگتا ہوا باہر نکلا اور پھر اسی طرح سے میں رینگتے ہوئے کچھ دور تک چلا گیا۔

http://paksociety.com

لیکن مجھے کسی قسم کی کوئی نقل و حرکت محسوس نہ ہوئی۔ تو میں نے آہستہ آہستہ سر ابھارنے کا فیصلہ کیا اور پھر میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تاحال کوئی حرکت نہ ہوئی تو میں نے آگے بڑھتے ہوئے پورے جزیرے کا چکر لگا لیا۔ مگر مجھے وہاں کوئی نہ ملا۔ عجیب و غریب قسم کا جزیرہ تھا جس کے چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔ وہاں سے نکلنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ وہ ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جسے میں نے گھوم پھر کر خوب اچھی طرح سے دیکھ لیا۔

ایسا لگتا تھا کہ جزیرے کے مکین سب ہی مر چکے تھے اب میرے ان قیدی فوجیوں اور اس معصوم سپاہی کے علاوہ وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ پتہ نہیں کہ میں اس وقت کہاں تھا اور یہ جزیرہ کیوں اب تک دریافت نہ ہوا تھا۔ میں تھک ہار کر واپس اسی فوجی روم میں آ گیا۔ مجھے اس دوران چلتے ہوئے دور ایک بوٹ بھی نظر آئی مگر اس تک جانے کے لئے میں پہلے کچھ کرنا چاہتا تھا تاکہ یہاں سے نکلنے کے بعد میں جس جگہ جاؤں وہاں میرا استقبال مناسب انداز میں ہو۔ اس پراسرار جزیرہ کا وجود میرے لئے اب بھاری ہوتا جا رہا تھا۔

یہ سوچ کر میں نے کمرے میں آ کر فون کا رسیور اٹھایا تو مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ لائن ڈیڈ تھی۔ اب یہ سیٹلائٹ فون کے ساتھ ایسا کیوں تھا۔ یہ بات میرے پلے نہیں پڑ رہی تھی۔ شاید اس میں بھی اس پراسرار جزیرے کا کمال ہو میں نے اس کی تار بھی چیک کر کے دیکھ لی پر سب کچھ ٹھیک ہونے کے باوجود بھی ٹھیک نہیں تھا۔ میں نے بے اختیار اپنے سر ہاتھ پھیر لیا۔ اب بوٹ پر جانے کے علاوہ یہاں کرنے کو اور کچھ رہ نہیں گیا تھا۔ سو میں وہاں سے اٹھا اور اس منحوس جزیرے کو الوداع کہتا ہوا بوٹ کی جانب بڑھ گیا۔ تاحال میں بوٹ والی سائیڈ پر نہیں گیا تھا۔ سو میں نے اپنے کندھے پر دو بندوقیں لٹکا لیں اور دو تین بم بھی اپنی جیب میں اڑس لئے۔ جانے آگے کیسے حالات پیش آئیں تو مجھے ان کی پیشگی تیاری کر لینی چاہیے تھی۔ ابھی میں نکلنے ہی والا تھا کہ مجھے ٹیبل پر پستول بھی رکھی ہوئی نظر آ گئی جو میں نے ہی رکھی تھی۔ اسے بھی میں نے اپنے ہاتھ میں تھاما اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ساحل کی طرف کھڑی ہوئی وہ بوٹ سب سے الگ تھلگ کھڑی ہوئی تھی۔ اس تک جانے کے لئے ایک لمبا سا کچا راستہ تھا سو میں اس پر چل پڑا۔

بوٹ کی سائز اتنی بڑی نہیں تھی کہ اس پر زیادہ افراد سفر کر سکیں۔ میں دھیمی چال چلتا ہوا بوٹ کے پاس پہنچا اور پھر اس کے اوپر چڑھ گیا۔ مجھے دور سے ہی کسی کے اندر ہونے کا ہیولہ سا نظر آیا۔ کسی اور کو اس بوٹ پر محسوس کرتے غیر ارادی طور پر میری گرفت پستول پر مضبوط ہوتی چلی گئی۔ جب میں تھوڑا اور پاس گیا تو مجھے اس شخص کی پشت واضح طور پر نظر آنے لگی۔ وہ بظاہر خاموشی سے بیٹھا کسی اپنی ہی دنیا میں مگن تھا۔ مگر میں کسی بھی خطرے کو خارج از امکان نہیں ٹھہرا سکتا تھا۔ میں عرشے پر چڑھ کر اندر کی جانب زینوں کے ذریعے اترنے لگا۔ مجھے نیچے اترتا دیکھ کر اس نے پلٹ کر دیکھا تو ڈر کے مارے اس نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ مارے خوف کے اس کا سانس سوکھ گیا تھا۔ میرے پستول کا رخ بھی اسی کی طرف تھا اور وہ اس قدر مگن تھا کہ اس بے چارے کو میرے بوٹ پر چڑھنے کی خبر تک نہ ہوئی تھی۔

اس دوران وہ لاشعوری طور پر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تو کچھ زیادہ ہی سہا ہوا دکھائی دیتا تھا اور بے چارہ اپنے حلیئے سے یہاں کا ملازم ہی دکھائی دیتا تھا کیونکہ اس کے کپڑے کچھ زیادہ پرانے معلوم ہوتے تھے۔ میں نے قریب جا کر اسے تسلی دی کہ وہ گھبرائے نہیں اگر وہ کوئی ہوشیاری نہیں

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

کرے گا تو اس کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ بس وہ مجھے یہاں سے کہیں دور کسی محفوظ مقام پر لے جائے جہاں سے کسی شہری آبادی میں داخل ہو سکوں۔ لیکن اگر اس دوران اس نے مجھے چکر دینے کی کوشش کی تو اسکی گردن اس کے وجود سے الگ بھی ہو سکتی تھی۔ اس غریب بے چارے کو بس اتنی دھمکی ہی بہت تھی اس نے ایک بار پھر سے ہاتھ چھوڑ کر مجھ سے اپنی زندگی کی بھیک مانگی تو میں نے کہا فکر نہ کرو کچھ نہیں ہو گا۔

اس نے بغیر کسی توقف کے بوٹ اسٹارٹ کی اور اب میں ایک اَن دیکھے سفر پر روانہ ہو گیا۔۔۔ جہاں پر خود مجھے معلوم نہیں تھا کہ آگے میرے ساتھ کیا ہو گا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(جاری ہے)

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com